قرآنی اُمّت

ترتیب:

بدر حمد العازمی

ترجمہ:

احمد عبد المجیب الندوی

مرکز البحث والدعوۃ

حیدرآباد۔ الہند

قرآنی اُمّت

ترتیب

بدر حمد العازمی

ترجمہ

احمد عبدالمجیب الندوی

مرکز البحث والدعوۃ، حیدرآباد، الہند

نام کتاب	:	قرآنی امّت
ترتیب	:	بدر حمد العازمی
ترجمہ	:	احمد عبدالمجیب قاسمی ندوی
کتابت	:	محمد عرفان
صفحات	:	۴۸
ناشر	:	مرکز البحث والدعوۃ، حیدرآباد

مرکز البحث والدعوۃ، حیدرآباد، الہند

Centre for Research and Dawah

Amerah Building, Abid Road, Hyderabad - 500 001. (A.P.) India. Phone : 203668 (Fax: 0091-40-203668)

فہرست

پیشِ لفظ	۶
تقدیم	۸
حرفِ آغاز	۱۰
تلاوتِ قرآن	۱۳
تعلیم قرآن	۱۶
قرآن کی بعض سورتوں کی فضیلت	۲۳
قرآن امن و حفاظت کا ضامن	۲۷
قرآنی زندگی کی تربیت	۳۳
قرآن مجید کی قوتِ تاثیر	۳۹
اطاعتِ قرآن	۴۶
آخری بات	۴۷
اظہارِ تشکر	۴۷

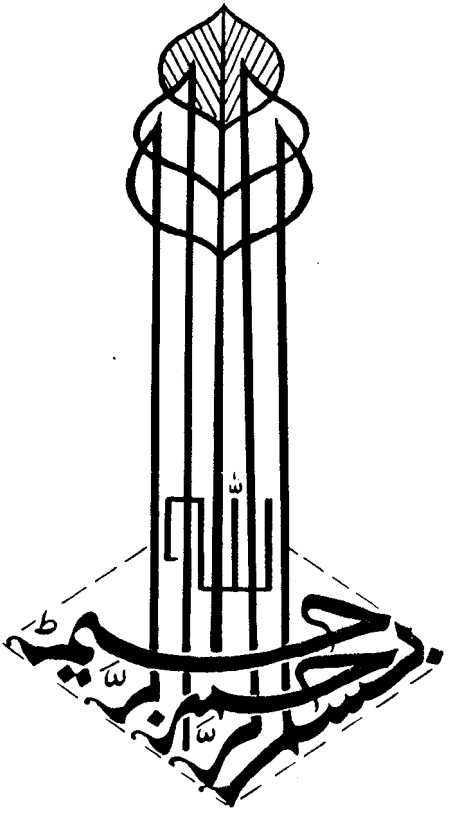
بسم الله الرحمن الرحيم

انتساب

○

◎ اس معاشرہ کے نام جو اپنی نوخیز نسل کی "قرآنی تربیت" کا آرزومند ہے۔

◎ ان نوجوان دوستوں کے نام جو قرآن کے پیاسے ہیں۔

◎ اپنے والدین و رفیقۂ حیات کے نام۔

○

بدر العازمی

پیش لفظ

قرآنِ حکیم، خدا کی آخری کتاب ہے، جسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہے، ہدایت وارشاد کا وہ مقدس صحیفہ ہے جس کی رہنمائی میں انسانیت ہمیشہ صراطِ مستقیم کی طرف گامزن ہوسکتی ہے۔ قرآن کی تلاوت، حفظ اور قرآن میں تدبر وتفکر کی مختلف حدیثوں میں تلقین کی گئی ہے۔ قرآن ایک ایسی بیش بہا دولت ہے جس سے انسان دنیوی واخروی فلاح کی راہ پاسکتا ہے۔ قرآن کا ایک اہم مقصد، صالح اور پاکیزہ قرآنی معاشرہ کی تشکیل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کی جس نہج پر تربیت فرمائی ہے وہ دراصل قرآنی تعلیمات کی عملی تصویر ہے۔ قرآنی تعلیمات اور نبوی تربیت کے حکیمانہ اسلوب ہی کے ذریعہ اصلاحِ معاشرت اور تعمیرِ سیرت کی ایک روشن تاریخ بنائی جاسکتی ہے۔

پیشِ نظر کتاب "امّۃ القرآن" (قرآنی امّت) میں قرآن کی عظمت و فضیلت اور بعض صحابہ کے قرآنی کردار پر مختلف قرآنی آیات اور احادیث کو ایک ترتیب کے ساتھ جمع کیا گیا ہے۔ فاضل مرتب الشیخ بدر حمد العازمی کویت کے ایک ممتاز عالم اور معروف صاحبِ قلم ہیں، علمی شعور اور دینی فکر کے حامل ان کے مضامین شوق سے پڑھے جاتے ہیں۔ "لجنۃ مسلمی آسیا" جو کویت کی ایک باوقار دعوتی اور فلاحی تنظیم ہے، نے امّۃ القرآن کے نام سے یہ کتاب شائع کی ہے۔

"لجنۃ" کے فعال، سرگرم وبلند حوصلہ ذمہ داران ڈاکٹر عادل عبداللہ الفلاح، د/ دیعج خلف الشمری، اوران کے رفقاء علمی ودعوتی کاموں سے بڑی دلچسپی رکھتے ہیں۔ دنیا کے مختلف حصوں میں جو علمی، دعوتی اور فلاحی کام لجنۃ کے توسط سے انجام پارہے ہیں، وہ ان کے اخلاص اور ملی مسائل سے گہری دلچسپی کا نتیجہ ہیں۔

کویت کے حالیہ سفر میں عزلی کے معروف ادیب وصاحب قلم مولانا بدرالحسن القاسمی (مقیم کویت) کے توسط سے میں نے یہ رسالہ دیکھا، پسند آیا، جی چاہا کہ اُردو داں حلقہ کو بھی اس مفید رسالہ سے آشنا کرادیا جائے۔ چنانچہ عزیز گرامی مولانا احمد عبدالمجیب قاسمی ندوی (استاذ دارالعلوم سبیل السّلام) نے سلیس اور عام فہم اسلوب میں ترجمہ کیا ہے۔ ان کا علمی وتحقیقی مذاق اسی طرح اگر جواں رہے تو یہ قابلِ قدر علمی مقام حاصل کرسکیں گے۔

مرکز البحث والدعوۃ حیدرآباد، الہند کی جانب سے "قرآنی امت" کے نام سے یہ کتاب افادۂ عام کی غرض سے پیش ہے۔ امید کہ یہ کتاب نوجوانوں میں دینی شعور بیدار کرے گی۔ اور قرآنی امت قرآن سے قریب ہوگی۔

قرآن اور مسلمان کا باہمی ربط کیا ہے؟ اس سلسلہ میں علامہ اقبال کا یہ شعر نہایت معنیٰ خیز ہے ؎

گر تو می خواہی مسلماں زیستن　　نیست ممکن جز بہ قراں زیستن

۱۰/ ذوقعدہ ۱۴۱۴ھ
۲۲/ اپریل ۱۹۹۴ء

محمد رضوان القاسمی

مدیر الجامعۃ الاسلامیۃ دارالعلوم سبیل السّلام

رئیس مرکز البحث والدعوۃ، حیدرآباد۔ الہند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم

حمد و ثناء ہے اس اللہ کے لئے جس نے ہمیں اسلام اور قرآن کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔ درود و سلام ہو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، جو تمام رسولوں میں اشرف و افضل ہیں،

قرآن، اس امت کیلئے سب سے بڑا اعجاز اور اہم ترین خصوصیت و امتیاز ہے، زندگی کے تمام دینی و دنیوی امور قرآن، ایک مسلمان کے لئے جامع دستور اور مکمل ضابطۂ حیات ہے، ـــــ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی، پوری امت کیلئے اسوۂ حسنہ ہے، اور یہ قرآن، حضرت عائشہ رضؓ کی زبان میں آپؐ کے اخلاق کامل تصویر ہے، ـــــ قرآن کے سلسلہ میں آپ کا ارشاد ہے کہ تلاوتِ قرآن کا ہمیشہ اہتمام کیا جائے کہ یہ اس دنیا میں ہدایت و روشنی کا ذریعہ ہے اور آخرت کے لئے اجر و ثواب کا ذخیرہ،

اسلام کی ان بنیادی تعلیمات کے پیشِ نظر "لجنۃ مسلمی آسیا" (کویت) نے اس کتاب "امۃ القرآن" کی اشاعت کا فیصلہ کیا ہے، جس کا مقصد کویتی نوجوانوں میں دینی شعور بیدار کرنا اور اسلامی تہذیب و ثقافت کی توسیع و اشاعت میں نئے قلمکاروں کے علمی و دینی رجحانات کو تقویت پہنچانا ہے۔

پیشِ نظر کتاب (قرآنی امت) اپنے موضوع پر ایک مفید تحریر ہے۔ فاضل مرتب الاخ/ بدر العازمی نے اس میں قرآن اور تعلیم قرآن کی فضیلت اور اطاعتِ قرآن کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے، اس میں بعض صحابۂ کرام

کی قرآنی زندگی کے نقوش بھی اجاگر کیئے گئے ہیں،

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو امت کیلئے مفید و نافع بنائے، امت مسلمہ، وطنی باشندوں اور پوری نسل انسانی کے لئے سربلندی و سرخروئی اور بخیر و فلاح کا ذریعہ بنائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن) کے ذریعہ سے کچھ لوگوں کو اٹھائے گا، اور کچھ لوگوں کو پست کرے گا" (مسلم)

الدکتور

عادل عبداللہ الفلاح

رئیس مجلس ادارۃ لجنۃ مسلمی آسیا۔

حرفِ آغاز

حمد وثناء اور درود وسلام کے بعد!

ہر امت اور ہر قوم کیلئے ایک دستورِ حیات ہے۔ اس طرح اس امت کا دستور قرآنِ حکیم ہے۔ اس لئے قرآن کے مطابق زندگی کی تعمیر نہایت ضروری ہے۔ ایسی ہی زندگی اطاعت و محبت کہلاتی ہے، جب کہ قرآن سے دُوری اور اعراض، معصیت و نافرمانی ہے۔

یہ کتاب ان جواں دل و جواں عزم لوگوں کے لئے ہے جو قرآنی تذکیر و موعظت سے اپنے "حریمِ دل" کو ہر دم آباد رکھنا اور روح کو تازگی بخشنا چاہتے ہیں۔ اس کتاب (قرآنی امت) میں قرآن، تاثیرِ قرآن اور قرآن کے تئیں اس امت کی ذمہ داری پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ قرآنِ مجید کا یہ ارشاد ہمارے لئے حوصلہ افزا اور نہایت قیمتی ہے:

ان ھٰذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم۔ (الاسراء: ۹)

بدر العازمی

۱۹۹۲/۹/۲۲ء

الفصل الأول

فضـــل القـــرآن

* فضل قراءة القرآن
* فضل تعلم القرآن
* فضل بعض سور القرآن
* القرآن أمن ووقاية

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تلاوتِ قرآن

قرآن، اس بزرگ و برتر خدا کا کلام ہے جس کا فضل نہایت عظیم اور لامحدود ہے۔ قرآن کی عظمت و فضیلت دراصل صاحبِ قرآن کی عظمت و توقیر کا ایک حصہ ہے۔ قرآن اس امت کے لئے دستورِ حیات اور دلیلِ راہ ہے۔ وہ ایک رہنما کتاب ہے جس کی تعلیمات انسانیت کے لئے مینارۂ نور ہیں، اسی لئے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی تلاوت، اس کے حفظ اور اس میں غور و فکر کی مختلف موقعوں پر تلقین فرمائی ہے۔ قرآنِ مجید کی تلاوت کرنے والوں کے لئے عظیم اجر و ثواب کی بشارت دی گئی ہے تاکہ اس امت میں حفظِ قرآن و تعلیمِ قرآن کا شوق پیدا ہو اور خدا کی کتاب سے رغبت و محبت کو تقویت حاصل ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جو شخص ایک حرف کتاب اللہ کا پڑھے، اس کے لئے اس حرف کے عوض ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا اجر، دس نیکی کے

برابر ملتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ سارا " الٓمٓ " ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے، میم ایک حرف"

(ترمذی)

ایک اور موقع پر آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"جو مسلمان قرآن شریف پڑھتا ہے، اس کی مثال ترنج کی سی ہے، اس کی خوشبو بھی عمدہ ہوتی ہے اور مزہ بھی لذیذ اور جو مؤمن قرآن شریف نہ پڑھے اسکی مثال کھجور کی سی ہے کہ خوشبو کچھ نہیں مگر مزہ شیریں ہوتا ہے اور جو منافق قرآن شریف نہیں پڑھتا ہے اس کی مثال حنظل کے پھل کی سی ہے کہ مزہ کڑوا اور خوشبو کچھ نہیں، اور جو منافق قرآن شریف پڑھتا ہے، اس کی مثال خوشبودار پھل کی سی ہے کہ خوشبو عمدہ اور مزہ کڑوا۔" (بخاری، مسلم، نسائی)

قاریٔ قرآن کی فضیلت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی ملاحظہ ہو:

"قرآن کا ماہر ان ملائکہ کے ساتھ ہے جو میر منشی ہیں اور نیکوکار ہیں اور جو شخص قرآن شریف اٹکتا ہوا پڑھتا ہے اور اس میں دقت اٹھاتا ہے اس کو دوہرا اجر ہے۔" (بخاری و مسلم)

حدیث مذکور میں قرآنِ مجید کی تلاوت کرنے والوں کا مقام و مرتبہ بتایا گیا ہے کہ جو شخص قرآن کا ماہر نہ ہو اس کے لئے دوگنا اجر ہے، ایک اجر اس کی قرأت و تلاوت کا اور دوسرا اجر اس کی مشقت کا جو اس میں بار بار کے اٹکنے کی وجہ سے برداشت کرتا ہے۔ اس حدیث میں ان

لوگوں کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے، جو کسی وجہ سے قرآن مجید کی صحیح انداز میں قرأت پر قدرت نہیں رکھتے لیکن اس کے باوجود ان کا قرآنی ذوق جواں ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ مجھے کچھ وصیت فرمائیں۔ حضورؐ نے فرمایا: "تقویٰ کا اہتمام کرو کہ تقویٰ تمام امور کی جڑ ہے"۔ میں نے عرض کیا کہ اس کے ساتھ کچھ اور بھی ارشاد فرمائیں، تو آپؐ نے فرمایا کہ تلاوتِ قرآن کا اہتمام کرو، کہ دنیا میں یہ نور ہے اور آخرت میں ذخیرہ۔ (صحیح ابن حبان)

صحیح ابن حبان کی ایک اور روایت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے:

"قرآن پاک ایسا شفیع ہے جس کی شفاعت قبول کی گئی اور ایسا جھگڑالو ہے کہ جس کا جھگڑا تسلیم کر لیا گیا۔ جو شخص اس کو اپنے آگے رکھے اس کو یہ جنت کی طرف کھینچتا ہے اور جو اس کو پسِ پشت ڈال دے، اس کو جہنم میں گرا دیتا ہے[1]"

ایک موقع سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"قرآن پڑھا کرو! کیونکہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کا سفارشی ہوگا"۔ (مسلم)

---

[1] یعنی قرآن جس کی شفاعت کرتا ہے اس کی شفاعت اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہے اور قرآن کے جھگڑا کرنے کی جو بات کہی گئی ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ قرآن اپنے حقوق کی رعایت رکھنے والوں کے لئے درجات کے بڑھانے میں اللہ کے دربار میں جھگڑتا ہے اور اپنی حق تلفی کرنے والوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ میرا حق کیوں نہیں ادا کیا، جو شخص اس کی اتباع اور پیروی کو اپنی زندگی کا مقصود بنالے وہ اسے جنت میں پہنچا دیتا ہے اور جو اس کو پسِ پشت ڈال دے، اس کا واصلِ جہنم ہونا ظاہر ہے۔ (مترجم)

ان حدیثوں میں آپ نے دیکھا کہ اسلام اور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنِ مجید کی تلاوت کی کس انداز میں دعوت و ترغیب دی اور قاریِ قرآن کے لئے ثواب و نعمت کا جو مژدۂ جانفزا سنایا گیا ہے وہ بھی کس قدر باعظمت ہے ——— یقیناً قرآن، اللہ کا کلام ہے اور اس امت کے لئے ہمیشہ باقی رہنے والا دستور و نظام اور تشریع و قانون ہے۔

تعلیمِ قرآن

جس طرح قرآن مجید کی تلاوت پر اجرِ عظیم مقرر کیا گیا ہے اسی طرح قرآن سیکھنے اور علمِ قرآن حاصل کرنے کی بھی فضیلت حدیثوں میں بیان کی گئی ہے۔ اللہ کی کتاب کا سیکھنا اور سکھانا ہی انسان کا سب سے افضل عمل ہے اور علمِ حقیقی تو صرف وہ ہے جس میں اللہ اور اس کے رسول کی باتوں کا علم ہو ———

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جو قرآن خود سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔" (بخاری)

گویا کہ قرآن کی تعلیم و تدریس میں ہر طرح کا خیر جمع کر دیا گیا ہے، وہ سراپا عملِ خیر ہے۔ حدیث میں جو لفظ "قرآن" آیا ہے، اس میں تمام دینی علوم شامل ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سارے جدید علمی و سائنسی نظریات کی بھی قرآن سے تائید ہوتی ہے اور قرآنی تعلیم کے ذیل میں عصری تعلیم سے واقفیت حاصل کرنے کا اشارہ بھی مل جاتا ہے۔ قرآنِ حکیم کا یہ ارشاد بالکل بجا اور برحق ہے: ———

وَمَا یَنطِقُ عَنِ الھَوٰی (النجم) آپؐ اپنی خواہشِ نفسانی سے باتیں نہیں بناتے ہیں،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

"جب کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہوکر قرآنِ مجید کی تلاوت اور اس کا مطالعہ کرتی ہے، تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے، رحمتِ الٰہی ان لوگوں کو ڈھانپ لیتی ہے، ملائکۂ رحمت ان لوگوں کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ملائکہ کی مجلس میں فرماتے ہیں۔"

(بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ترمذی)

اس سے بڑھ کر فضیلت وعظمت کیا ہوسکتی ہے کہ تلاوتِ قرآن میں مشغول لوگوں کا ذکر، اللہ تعالیٰ فرشتوں کی مجلس میں فرماتے ہیں ——— ایک معمولی انسان جو ہر طرح کی عزت وشوکت اور عظمت و وجاہت سے تہی دست ہے لیکن تلاوتِ قرآنِ مجید کی بدولت اسے جو عزت وشرف حاصل ہوتا ہے وہ اسے کس قدر بلندیوں پر پہنچاتا ہے کہ بادشاہوں کا بادشاہ اور دونوں جہاں کا پروردگار اسے اپنی مجلس میں یاد فرماتا ہے ——— یقیناً قرآن مجید کی تلاوت کرنے اور قرآنی علوم حاصل کرنے والوں کیلئے بہت بڑا اعزاز ہے، قلبی سکینت وطمانیت اور روح کی تازگی انسے کا مقدر ہوتی ہے، نزولِ رحمت اور ورودِ برکات کا تسلسل رہتا ہے۔ اللہ کے پاکیزہ اور معزز فرشتے ابرِ رحمت بن کر سایہ فگن ہوتے ہیں۔ سوچیے تو امت کا یہ طبقہ کس قدر خوش بخت ہے ——— لیکن ایک طبقہ وہ بھی ہوگا جو اس عظیم شرف سے محروم ہوگا، معصیت اور گناہ کے دلدل میں پھنسا ہوگا، ملائکۂ رحمت کے بجائے شیاطین انہیں گھیرے ہوئے ہوں گے (العیاذ باللہ)

عربی کے مشہور شاعر شوقیؔ کا یہ شعر حاملینِ قرآن کے لئے شوق انگیز اور معنی خیز ہے ؎

آیاتہ کلما طال المدی جدد ⁂ یزینھن جلال العتق والقدم

(زمانہ کتنا ہی طویل ہو کر گذر جائے لیکن قرآنِ حکیم کی آیات نئی ہیں اور ان کی رونق اور تازگی برقرار ہی رہے گی بلکہ قرآن کا حال تو یہ ہے کہ قدامت کی عظمت و جلالت اسے زینت بخشتی ہے)

ایک دوسرے شاعر نے کہا تھا کہ قرآن نے توریت کا زمانہ ختم کر دیا، عالمی، دینی و تشریعی منظر سے توریت پسِ پردہ ہو گئی، قرآن پر توریت کو زمانی سبقت حاصل ہے لیکن سبقت و اولیت اسے کوئی فائدہ نہ پہنچا سکی۔ قرآن کے سامنے انجیل بھی باقی نہ رہ سکی۔ گویا قرآن ایک مقدس سایہ ہے جو انسانیت کی آنکھ پر پاکیزہ خوابوں کے ساتھ سایہ فگن ہوا ہے۔

شعر کی زبان میں شاعر نے جن احساسات کا اظہار کیا ہے اس میں صرف شاعر ہی کے نہیں بلکہ ہر قرآنی طالبِ علم کے "حالِ دل" کی تعبیر و ترجمانی ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت اور غور و تدبّر سے جن لوگوں کے دل کی دنیا بدل گئی اور زندگی میں زبردست انقلاب برپا ہو گیا، ان کے واقعات ہمیں بکثرت ملتے ہیں۔ ان میں سے چند واقعات ہم بھی آئندہ صفحات میں پیش کریں گے۔

جن لوگوں کو قرآنِ مجید کی تلاوت و شغف کی مشغولیت کی وجہ سے دعاء و مناجات کی فرصت ہی نہیں ملتی، حدیثِ نبویؐ میں بتایا گیا کہ ان لوگوں کو قرآنِ مجید کی برکت سے اللہ تعالیٰ دعاء مانگنے والوں

سے زیادہ عطا فرماتے ہیں۔

ایک حدیثِ قدسی میں محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس شخص کو میرا ذکر کرنے اور مجھ سے دُعا مانگنے سے قرآن نے مشغول رکھا ہو، میں اس کو وہ افضل ترین چیز دوں گا، جو دعا مانگنے والوں کو دیتا ہوں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ کے کلام کی فضیلت باقی تمام کلاموں پر ایسی ہے، جیسی خود اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق پر ہے۔" (ترمذی)

قرآنِ مجید کی تلاوت اور اس کی تذکیر و تعلیم سے جہاں اسلوبِ قرآن سے واقفیت ہوتی ہے، وہیں یہ فائدہ بھی انسان کو حاصل ہوتا ہے کہ زندگی کی حقیقتیں ربانی زبان میں سامنے آتی ہیں اور زندگی گذارنے کا سلیقہ سکھاتی اور پیامِ زندگی سے آگاہ کرتی ہیں اور جب آدمی قرآن کی روشنی میں اپنی زندگی کی تعمیر کرتا ہے تو اس کی زندگی مؤمنانہ ہوتی ہے۔ اللہ کی تعلیمات اور شریعت پر اس کا ایقان بڑھتا ہے۔ جذبہ اور حوصلہ کے ساتھ وہ قرآنی زندگی اپناتا ہے تو پھر وہ اقبالؔ کے اس مصرعہ کا مجسّم پیکر اور عملی تصویر بن جاتا ہے ؎

قاری نظر آتا ہے، حقیقت میں ہے قرآن

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے آنحضورؐ کے اخلاق کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے کمالِ ادبیت کے ساتھ جو مختصر مگر جامع اور بلیغ جملہ کہا تھا وہ نبوی اخلاق کا ایک جامع تعارف ہے (کان خلقہ القرآن) قرآن خود، آپؐ کے اخلاق کی تعبیر و بیان ہے ——— حضورؐ

کا وہ مقام آخر کیسے نہ ہوتا؟ جب کہ حضرت جبرئیلؑ آسمان سے اللہ کی باتیں اور وحی کی برکتیں لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔

ہم جب کبھی قرآن کا مطالعہ کریں اور ہدایت و روشنی کی آیات پڑھیں تو خود بخود ایمانی قوت اور یقین کی پختگی میں اضافہ ہوتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ دل میں ایک طرح کی ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے، چین، سکون، راحت اور عافیت ہماری تقدیر بن جاتی ہے۔ غور کیجئے کہ بے ایمانی اور شیطنت کی طوفانی ہواؤں اور سخت آندھیوں سے کیا وہ دل گھبرا جائے گا جس کے پہلو میں ایمان کی دولت اور قرآن کا سرمایہ ہو؟

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"جو شخص دنیا میں قرآن سے شغف رکھتا تھا، قیامت کے دن اس سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھتا جا اور بلندی کی طرف چڑھتا جا۔ اور اسی رفتار سے ٹھیر ٹھیر کر پڑھ جس طرح سے تو دنیا میں ٹھیر ٹھیر کر پڑھتا تھا، تیری منزل وہ آخری آیت ہوگی جہاں تک تو پڑھتا جائے گا۔" (ترمذی)

صاحبِ قرآن کا یہ درجہ و مرتبہ ہے کہ اسے دنیا میں قرآن سے شغف کا صلہ یہ دیا گیا کہ آخرت میں بھی وہ اسی قرآن کے ذریعہ بلند درجات کو پاتا ہے۔ قرآن پڑھتا جائے اور بلند درجات کی طرف ترقی کرتا جائے اس سے کہا جائے گا کہ تیری منزل وہ ہے جہاں تو جا کر آخر کار ٹھیرے گا۔ یعنی جس مقام پر تو قرآن کی آخری آیت پڑھے گا وہ مقام تیرے لئے ہمیشہ ہمیشہ قیام کرنے کا ہوگا۔ اس سے بڑھ کر فضیلت کی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ جنت میں جو اونچا درجہ حاصل کرنا چاہے، اسے قرآن پڑھنا

چاہیئے۔ جب کوئی ایک آیت یاد کرلے تو گویا اس نے جنت میں ایک درجہ اپنے لئے محفوظ کرلیا۔

اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"کسی حسد (یعنی رشک) کی کوئی گنجائش نہیں ہے مگر صرف دو آدمیوں پر، ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا اور وہ شب و روز اس کے لئے کھڑا ہے (یعنی نماز میں کھڑا پڑھ رہا ہے، یا اس کی تبلیغ و تلقین کرنے اور اس کی تعلیم دینے میں مصروف ہے) ——— اور دوسرا شخص وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور وہ شب و روز اسے اللہ کی راہ میں خرچ کر رہا ہے۔" (مسلم)

اللہ تعالیٰ اپنے دین کے خدمت گذاروں اور دین کی مشغولیت رکھنے والوں کی نگہبانی و حفاظت کا ضامن ہے۔ قرآنِ مجید کے حفظ کرنے والوں کے لئے خدا کے یہاں اونچا مقام اور بلند درجات ہیں۔

ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب سے فرمایا:

"اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں لم یکن الذین کفروا..... (سورۃ البینۃ) پڑھ کر سناؤں۔ حضرت ابی بن کعبؓ نے عرض کیا: کیا اللہ تعالےٰ نے میرا نام لے کر یہ بات فرمائی ہے؟ حضورؐ نے فرمایا: "ہاں" اس پر حضرت ابی بن کعبؓ رو پڑے۔"

حضرت ابی بن کعبؓ صحابۂ کرام میں سے قرآن کو سب سے زیادہ جاننے والے لوگوں میں سے تھے، اللہ اکبر! حضرت ابی بن کعبؓ

کا قرآن مجید کی بدولت یہ مقام ہوا کہ اللہ نے انہیں ان کے نام سے یاد فرمایا ——————

محسنِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

" اللہ اس کتاب (قرآن) کے ذریعہ سے کچھ لوگوں کو اٹھائے گا اور کچھ لوگوں کو گرائے گا۔" (مسلم)

اس حدیث میں قرآنی امت کے لئے دنیا و آخرت دونوں میں سربلندی کی طرف اشارہ موجود ہے۔

قرآن کی بعض سورتوں کی فضیلت

سورۂ فاتحہ

"حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ یکایک انہوں نے آسمان کی طرف سے ایک ایسی آواز سنی کہ جیسے کسی شہتیر کو کھینچنے یا کسی پھاٹک کو کھولنے کی آواز آتی ہے۔ حضرت جبرئیل نے اپنا سر اوپر اٹھا کر دیکھا اور پھر حضورؐ سے عرض کیا کہ یہ آسمان کا ایک دروازہ ہے جو آج پہلی دفعہ کھولا گیا ہے، اس سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا۔ اتنے میں اس دروازے سے ایک فرشتہ نازل ہوا حضرت جبرئیل نے حضورؐ سے عرض کیا، یہ ایک فرشتہ ہے جو آسمان سے زمین کی طرف آرہا ہے۔ آج سے پہلے یہ کبھی زمین کی طرف نہیں اترا۔ وہ فرشتہ آیا اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور پھر آپؐ سے عرض کیا، آپؐ دو ایسے نوروں پر مبارکباد قبول فرمائیں جو آپؐ ہی کو دیئے گئے ہیں۔ ایک سورۂ فاتحہ اور دوسری سورۃ البقرۃ کی آخری آیات ——— ان دونوں کا اگر ایک حرف بھی آپؐ پڑھیں گے تو جو دعا بھی آپؐ

مانگیں گے وہ آپؐ کو عطا کی جائے گی۔" (مسلم)

یعنی ان آیتوں کی تلاوت کا ثواب بھی ملے گا اور جن دعائیہ کلمات پر مشتمل یہ آیات ہیں وہ چیزیں بھی دی جائیں گی۔

سورۂ بقرہ و آل عمران

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"دو چمکتی ہوئی روشن سورتیں البقرۃ اور آلِ عمران پڑھا کرو کیونکہ یہ دونوں قیامت کے روز اس طرح سے آئیں گی جیسے کہ وہ چھتریاں ہیں یا سایہ کرنے والے بادل ہیں، یا پرندوں کے دو جھنڈ ہیں جو پَر پھیلائے ہوں، وہ اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے حجت پیش کرنے والی ہونگی۔

——— سورۃ البقرۃ پڑھا کرو، کیونکہ اس کا اختیار کرنا برکت ہے اور اس کا چھوڑ دینا حسرت ہے، اور باطل پرست اس کو حاصل نہیں کر سکتے۔" (مسلم)

آیۃ الکرسی

آنحضورؐ کا ارشاد ہے:

"جو شخص ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھتا ہے۔ اسے سوائے موت کے کوئی چیز جنت میں داخل ہونے سے نہیں روک سکتی۔"

آیۃ الکرسی یہ ہے: ———

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ
لَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ
یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ
وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِیُّ
الْعَظِیْمُ ۝ (البقرۃ: ۲۵۵)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، زندہ ہے سنبھالنے والا ہے (تمام عالم کا) نہ اس کو اونگھ دبا سکتی ہے اور نہ نیند، جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں سب اسی کے مملوک ہیں، ایسا کون شخص ہے جو اس کے پاس بدون اس کی اجازت کے سفارش کر سکے، وہ جانتا ہے ان کے تمام حاضر و غائب کے حالات کو، اور وہ موجودات اس کے معلومات میں سے کسی چیز کو اپنے احاطۂ علمی میں نہیں لا سکتے مگر جس قدر وہ چاہے، اس کی کرسی نے سب آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ کو ان دونوں کی حفاظت کچھ گراں نہیں گذرتی اور وہ عالیشان عظیم الشان ہے۔"

کیا اس سے بھی زیادہ کوئی آسان بات ہے کہ ہر نماز کے بعد آپ آیۃ الکرسی پڑھیں۔ اس کے مقابلہ میں آپ کے لئے جنت ہو۔

سورۂ بقرہ کی آخری آیات

رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"جو شخص رات کو سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھے گا وہ اس کے لئے کافی ہوں گی۔" (مسلم)

مطلب یہ ہے کہ یہ دو آیتیں آدمی کو ہر طرح کے شر سے بچانے کیلئے کافی ہیں۔ قرآن کی یہ برکت ہے کہ ان دو آیات کی تلاوت سے قیام اللیل کا ثواب بھی حاصل ہو جاتا ہے۔

سورۂ کہف

محسنِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جو شخص سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتیں یاد کرے گا وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔" (مسلم)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کرے گا، اللہ کی طرف سے دو جمعوں کے درمیان اس کے لئے ایک نور ہوگا۔

سورۂ اخلاص

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات سے عاجز ہے کہ وہ ایک رات میں ایک تہائی قرآن پڑھ ڈالے ——— صحابہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ایک رات میں تہائی قرآن کیسے پڑھ ڈالے؟ آپ نے فرمایا وہ قل ھو اللہ احد پڑھے کیونکہ یہ ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔" (مسلم)

سورۃ تبارک

ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا:
"قرآنِ مجید میں ایک سورۃ تیس آیات کی ایسی ہے کہ وہ اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرتی رہتی ہے یہاں تک کہ اس کی مغفرت کرادے، اور وہ سورۃ "تبارک الذی" ہے"
——————— (ابوداؤد، ترمذی)

قرآن ——— امن وحفاظت کا ضامن

قرآن اور قرآن کی بعض خاص سورتوں کی فضیلت آپنے ملاحظہ فرمائی ——— اس کے ساتھ ساتھ قرآن کا ایک امتیازی پہلو یہ ہے کہ وہ انسانیت کیلئے حفاظت وامان کا ذریعہ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو ہر طرح کے عذاب سے محفوظ رکھتے ہیں۔ جس کے سینہ میں قرآن ہو۔

اللہ کی طرف سے انسانوں کو معاصی پر جو سزا دی جاتی ہے، وہ دو طرح کی ہوتی ہے۔ حسّی اور معنوی۔ آدمی کے دل کا تاریک ہونا بھی سزا ہے۔ اور آدمی کی قوتِ بصیرت کا سلب ہو جانا بھی ایک طرح کی عقوبت ہے۔ طاعات کی بجائے سیئات کی راہ اپنانا اور برائی کو بُرا نہ سمجھنا، یہ سب ایک طرح کی سزا ہی ہے۔ آدمی کے قلب وضمیر اور فکر وعمل پر شیطان کا راہ پانا اور نفسانی خواہشات میں مبتلا کرنا اور مختلف آفات ومصائب میں گرفتار ہونا ——— یہ بھی خدا کی طرف

سے دی جانے والی سزائیں ہیں۔ جو لوگ قرآن سے دور رہتے ہیں۔ ان پر یہ تمام چیزیں پیہم جاری رہتی ہیں، اور جو قرآن اور تعلیم قرآن سے اپنا رشتہ استوار اور مضبوط کرتے ہیں ان سے حسّی و معنوی تمام سزائیں دُور ہو جاتی ہیں۔

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جس شخص کے سینے میں قرآن نہیں ہے اس کی مثال اجڑے ہوئے گھر کی سی ہے۔"

اگر کسی کا سینہ قرآن سے خالی ہے تو وہ ایک ایسا ویران گھر ہے جس میں بسنے والا کوئی نہیں ہے۔ اس کے اندر کوئی زندگی موجود نہیں۔ وہ سینہ بے ضمیر ہے۔ مثل مشہور ہے "خانۂ خالی را دیو می گیرد" اسی طرح جو دل خدا کے کلام سے خالی ہو، شیاطین پر اس کا تسلط زیادہ ہوتا ہے۔ قرآنِ مجید سے جن لوگوں کے دِل خالی ہیں وہ ہر موقع پر گرفتارِ بلا و آفت ہو جاتے ہیں۔ ہر طرح کی مصیبتیں ان پر ٹوٹ پڑتی ہیں۔ اَب ان مصائب و آفات سے نکل کر صبر و ثبات کی طرف لوٹنے کا، ایمان کے بعد جو سب سے اہم ذریعہ ہے وہ قرآن کے سوا اور کیا ہے؟ حق یہ ہے کہ قرآن انسانیت کے لئے روحانی توشہ اور رحمانی تحفہ ہے۔

حدیث نبویؐ میں ذکرِ الٰہی کی نہایت بلیغ تمثیل آئی ہے آپؐ نے فرمایا:

"اس شخص کی مثال جو اللہ کا ذکر کرتا ہے، اور جو اللہ کا ذکر نہیں کرتا، زندہ اور مردہ کی سی ہے۔"

یقیناً ذکرِ الٰہی کی حقیقی تصویر یہی ہے جو خدا کی یاد میں مشغول رہتا ہے اسے زندگی میں ہر طرح کا اطمینان اور چین و سکون حاصل رہتا ہے چنانچہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب (الرعد : ۲۸) — خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے۔

ذکرِ الٰہی سے اعراض کرنے والوں کا تذکرہ قرآن مجید نے ان الفاظ میں کیا ہے :

ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیامۃ اعمیٰ [1] (طٰہٰ : ۱۲۴) — اور جو شخص میری اس نصیحت سے اعراض کرے گا تو اسکے لئے تنگی کا جینا ہوگا اور قیامت کے روز ہم اس کو اندھا کر کے اٹھائیں گے۔

---

[1] : جو آدمی اللہ کی یاد سے غافل ہو کر محض دنیا کی فانی زندگی ہی کو قبلہ مقصود سمجھ بیٹھا ہے، اس کی گذران تکدر اور تنگ کر دی جاتی ہے گو دیکھنے میں اُسکے پاس بہت کچھ مال و دولت اور سامانِ عیش و عشرت نظر آئیں، مگر اُس کا دل قناعت و توکل سے خالی ہونے کی بنا پر ہر وقت دنیا کی مزید حرص، ترقی کی فکر اور کمی کے اندیشہ میں بے آرام رہتا ہے کسی وقت نکالنے کے پھر سے قدم باہر نہیں نکلتا، موت کا یقین اور زوالِ دولت کے خطرات الگ سوہانِ روح رہتے ہیں، یورپ کے اکثر متمولین کو دیکھ لیجئے، کسی کو رات میں دو گھنٹے اور کسی خوش قسمت کو تین چار گھنٹے سونا نصیب ہوتا ہوگا۔ بڑے بڑے کروڑ پتی دنیا کے مخصوں سے تنگ آکر موت کو زندگی پر ترجیح دینے لگتے ہیں، اس نوع کی خودکشی کی بہت مثالیں پائی گئی ہیں، نصوص اور تجربہ اس پر شاہد ہیں کہ اس دنیا میں قلبی سکون اور حقیقی اطمینان کسی کو بدون یادِ الٰہی کے حاصل نہیں ہو سکتا، الا بذکر اللہ تطمئن القلوب، لیکن ع " ذوق ایں بادہ ندانی بخدا تا نہ چشی " بعض مفسرین نے "معیشۃ ضنک" کے معنی لئے ہیں، وہ زندگی جس میں خیر داخل نہ ہو سکے، گویا خیر کو اپنے اندر لینے سے تنگ ہو گئی، ظاہر ہے کہ ایک کافر جو دنیا کے نشہ میں بدمست ہے اُس کا سارا مال و دولت اور سامانِ عیش و تنعم آخر کار اُس کے حق میں وبال بننے والا ہے، جس خوشحالی کا انجام چند روز کے بعد دائمی تباہی ہو، اُسے خوشحالی کہنا کہاں زیبا ہے؟ بعض مفسرین نے معیشۃ ضنکا سے قبر کی برزخی زندگی مراد لی ہے، یعنی قیامت سے پہلے اس پر سخت تنگی کا ایک دور آئیگا جب کہ قبر کی زمین بھی اس پر تنگ کر دی جائیگی، اس کی تفسیر بعض صحابہ نے عذاب قبر سے کی ہے۔

(فوائد مولانا عثمانی، بہ ترجمہ شیخ الہندؒ صفحہ ۴۲۷، مطبوعہ مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف، سعودی عرب، ـــــ مترجم)

چونکہ قرآن مجید کی آیات پوری وضاحت کے ساتھ اس کے سامنے آچکی تھیں، لیکن اس نے اپنی قوتِ بصیرت کا استعمال نہ کیا اور اندھا بنا رہا، نتیجتاً اس کے لئے اس کے عمل کے مطابق سزا تجویز کی گئی ——— بہت سے لوگوں کو آپ دیکھتے ہوں گے ان پر شیطانی فکر مسلط رہتی ہے اور بے چینی و بے اطمینانی کی کیفیت طاری رہتی ہے۔ یہ تمام چیزیں دراصل قرآن سے دوری کا نتیجہ ہیں۔ ایسے لوگوں کو تلاوتِ قرآن کا پابند رہنا چاہیئے۔ اس لئے کہ شیاطین اس گھر سے دور بھاگتے ہیں جس میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہو ——— پس جب بھی لوگ اپنا رشتہ قرآن سے منقطع کریں گے، شیاطین ان سے قریب ہوں گے یعنی قرآن سے دوری، شیطان سے قربت کی علامت ہے اور شیطان سے بُعد و تنفر، قرآن سے رغبت و محبت کی دلیل ہے۔

جو لوگ قرآن مجید سے قربت رکھتے ہیں اور پابندی تلاوت کا معمول رکھتے ہیں، وہ ہمیشہ امن و امان اور راحت و سکون میں رہتے ہیں بلکہ آپ دیکھتے ہوں گے کہ قرآن پڑھنے والے قرآن کے ذریعہ ان لوگوں کی مدد کرتے ہیں جو شیطان کے جال میں پھنستے ہیں۔ یعنی آیاتِ قرآنیہ کے ذریعہ شیطانی اثرات کا ازالہ کرتے ہیں۔ ہر طرح کے روحانی و جسمانی امراض کے لئے قرآن فی الواقع ایک نسخۂ شفاء ہے۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ۔ (الاسراء: ۸۲) قرآن میں مؤمن کے لئے شفاء و رحمت ہے، قرآن شفاء ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنی زندگی کو قرآن کے مطابق ڈھالتے ہیں اور اسی کو دستورِ حیات سمجھتے ہیں۔ وَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا۔ (الاسراء: ۴۵)

الفصل الثاني :

القــرآن حيــاة

* الرسول يربي الأمة على الحياة مع القرآن
* ذكر من تأثروا بالقرآن
* العمل بالقرآن

○

گذشتہ صفحات میں قرآن مجید کی اہمیت و فضیلت، قرآن کی تلاوت، حفظ اور قرانی علم حاصل کرنے والوں کی عظمت و فضیلت پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی، اَب ہم قرآنی امت کے لئے چند وہ نقوش پیش کریں گے جو قرآن کے مطابق عملی زندگی کا قیمتی نمونہ ہیں۔ اور اہلِ بصیرت کے لئے اس میں عبرت و موعظت کے بہت سارے پہلو ہیں۔ اس لئے کہ "قرآنی زندگی" کے نمونے، ان لوگوں کی زندگی ہی میں تلاش کئے جاسکتے ہیں جو قرآن کے سایہ میں رہتے اور سانس لیتے ہیں۔

جن لوگوں کی زندگی پر قرآنی رنگ نمایاں نظر آتا ہے اور جن کے حال و قال سے قرآن کی عملی تصویر سامنے آتی ہے، ان کے چند واقعات ملاحظہ کیجئے، ایسے لوگ اس دنیا سے رخصت ہونے کے باوجود زندہ ہیں ——— کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں جن کے ذکر سے مردہ دلوں میں زندگی پیدا ہوتی ہے اور کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں جن کے زندہ ہونے کے باوجود ان کے تذکرہ سے دلوں میں مردگی پیدا ہوتی ہے۔

(الف) قرآنی زندگی کی تربیت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اس امت کے لئے خیر و فلاح کی دعائیں فرمایا کرتے تھے، ایک جگہ قرآنِ مجید میں فرمایا گیا:

لقد جاءکم رسول من انفسکم — اے لوگو! تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر

عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم (توبہ : ۱۲۸)

تشریف لائے ہیں جو تم ہی میں سے ہیں، جن کو تمہاری مضرت کی بات گراں گذرتی ہے، جو تمہارے منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں، ایمانداروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔

خود اللہ تعالیٰ نے اس بات کی صراحت فرمادی کہ وہ اپنے مؤمن بندوں پر بڑا مہربان اور رحیم ہے۔ رسولِ اکرمؐ نے اس امت کو قرآنی زندگی گذارنے کا طریقہ بتایا ہے۔ کیونکہ آپؐ ہی پر قرآن نازل ہوا اور آپؐ ہی نے سب سے پہلے قرآنِ مجید کی عملی تصویر امت کے سامنے پیش فرمائی ہے، قرآن کے سب سے پہلے مخاطب آپؐ ہی تھے۔ گویا آپؐ کی ذاتِ گرامی ایک چلتا پھرتا قرآن تھی۔ اپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ آپؐ نے اپنی سیرت و کردار پر روشنی ڈالنے والی کتابیں اور دفتر نہیں چھوڑے بلکہ آپؐ کا ترکہ وہ ہزاروں صحابہ ہیں جنہوں نے اس دین کی تعلیمات کو مشرق و مغرب اور شمال و جنوب کے ہر گوشہ میں پہنچایا۔

(ب) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا: مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ، میں نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ! میں آپ کو قرآن سناؤں؟ جب کہ آپؐ پر قرآن اتارا گیا ہے۔ فرمایا "میں قرآن کسی سے سننا چاہتا ہوں" چنانچہ تعمیلِ حکم میں میں نے سورۂ نساء پڑھی، جب میں سورۂ نساء کی اس آیت پر پہنچا،

فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید وجئنا بک علیٰ ھٰؤلاء شھیداً۔ (النساء: ۴۱)

اس وقت کیا حال ہوگا جب کہ ہم ہر ہر امت سے ایک ایک گواہ حاضر کریں گے۔ اور آپ کو بھی ان لوگوں پر گواہی دینے کیلئے حاضر کریں گے۔

اور سر اٹھا کر آنحضورؐ کی طرف دیکھا کہ آپؐ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔" (مسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید سے بہت زیادہ اثر قبول کرتے تھے اور قرآن کے "طرزِ تخاطب" کے رمز شناس تھے۔

حدیث مذکور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جس کیفیت کا ذکر آیا ہے اس سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کافی متاثر ہوئے۔ گویا رسولِ اکرمؐ کی تربیت میں انہوں نے قرآنِ مجید کی قدر و منزلت کا احساس کیا۔ قرآن کی ایسی عظمت ان کے دل میں بیٹھی کہ قرآن اور علوم قرآن کے بڑے ماہر بن گئے ——— ایک موقع پر کچھ لوگوں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے قرآن سنانے کی درخواست کی۔ عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں نے سورۂ یوسف کی تلاوت کی تو ایک آدمی کہنے لگا، قرآن کی یہ آیتیں اس طرح نازل نہیں ہوئیں۔ میں نے کہا، خاموش ہو جا، میں نے یہ آیتیں اللہ کے رسول کے سامنے سنائی ہیں اور حضورؐ نے تصدیق فرمائی ہے ——— حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں یہ گفتگو کر ہی رہا تھا کہ اس شخص کے منہ سے مجھے شراب کی بُو محسوس ہوئی، میں نے کہا، کیا تو شراب پی کر قرآن کی تکذیب کر رہا ہے۔ خدا کی قسم میں تجھے کوڑے لگاؤں گا ——— چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس شخص پر حد جاری فرمائی۔

قرآنی زندگی گذارنے کے سلسلہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی جس نہج پر تربیت فرمائی۔ یہ واقعہ اس کی ایک مثال ہے ——— حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا یہ عمل، دراصل ان کے قرآن سے غایت درجہ

شغف اور انتہائی تعظیم و محبت کا نتیجہ تھا۔

(ج) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو موسیٰؓ سے فرمایا، اگر تم مجھے دیکھتے جب میں کل رات تمہاری قرأت سن رہا تھا تو بہت خوش ہوتے۔ یقیناً تم کو آلِ داؤد کی آوازوں میں سے ایک آواز دی گئی ہے۔"

آپ ذرا غور کیجئے، اللہ کے نبی اور اس امت کے رسول، اپنے ایک ساتھی ابو موسیٰ کی قرأت سنتے ہیں اور انتہائی حوصلہ افزا کلمات سے نوازتے ہیں ——— ادھر حضرت ابو موسیٰ حیرت و استعجاب کے عالم میں ہیں کہ حضورؐ میرا قرآن سن رہے تھے، وہ تو اللہ کے نبی ہیں، وحی ان پر اترتی ہے، امت کے مسائل ان کے ساتھ ہیں۔ انسانیت کی انہیں ہر دم فکر لاحق ہے، ان سب کے باوجود حضورؐ میرا قرآن سنیں؟ ہاں یقیناً سنا ہوگا، اس لئے کہ جو کلام میں پڑھ رہا تھا وہ قرآن ہے، وہ اس امت کا دستورِ حیات ہے، بلکتی انسانیت اور دم توڑتی ہوئی آدمیت کے لئے وہ حیات جاوداں کا پیام ہے۔ پھر حضرت ابو موسیٰ کہتے ہیں اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپؐ قرآن سن رہے ہیں تو میں اور سنوار کر پڑھتا۔

حقیقت یہ ہے کہ حضورؐ کا معمول ہی یہ تھا کہ مختلف انصار صحابہؓ کے مکانات کے سامنے سے رات کے ایک حصہ میں گذرتے اور تلاوتِ قرآن سے خوب لطف اندوز ہوتے۔

.....

(۷) مدینہ کی ایک بڑھیا

مدینہ میں ایک مرتبہ آنحضورؐ لوگوں کے احوال کا جائزہ لینے کے مقصد سے رات کے ایک حصہ میں نکل پڑے۔ راستہ میں ایک بڑھیا کو دیکھا کہ وہ قرآن پڑھ رہی ہے اور زار و قطار رو رہی ہے اور خاص طور پر یہ آیت بار بار دہراتی ہے اور روتی جاتی ہے:

هَل اتاكَ حَديث الغاشية (الغاشیہ: ۱) کیا تمہیں اس چھا جانے والی آفت (قیامت) کی خبر پہنچی ہے؟

یہ سن کر آپؐ کی آنکھوں سے بھی آنسو رواں ہو گئے اور فرمانے لگے "نعم أتانی، نعم أتانی"، یعنی آپؐ قرآن کے الفاظِ تخاطب کا اس طرح جواب دے رہے تھے کہ "قیامت کی خبر مجھ تک پہنچ چکی ہے"۔

آپؐ قرآن جب کبھی سنتے تو اس کا بہت زیادہ اثر قبول کرتے تھے، قیامت کا منظر یاد کرتے اور روتے جاتے تھے۔

(۸) ایک صحابی

حضرت سہل بن سعد الساعدیؓ کہتے ہیں کہ ایک خاتون حضورؐ کی خدمت میں آئی، کہنے لگی، اے اللہ کے رسول! میں نے اپنا نفس آپ کو ہبہ کر دیا۔ یہ کہہ کر وہ بہت دیر ٹھیری رہی۔ اتنے میں ایک صحابی کھڑے ہوئے، کہا، اے اللہ کے رسول! اگر آپ اپنے لئے ضرورت محسوس نہ کرتے ہوں تو اس خاتون سے میرا نکاح کرا دیجئے۔ اس پر حضورؐ نے دریافت فرمایا، کیا تمہارے پاس مہر کے طور پر دینے کے لئے کوئی چیز

ہے ؟ ان صحابی نے کہا، میرے پاس سوائے اس تہبند کے کوئی اور چیز نہیں۔ حضورؐ نے فرمایا، اگر تم یہ تہبند بھی دیدو تو تمہارے پاس کوئی چیز نہیں رہے گی، کوئی اور چیز ہو تو دیکھو، انہوں نے کہا میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔ حضورؐ نے فرمایا، لوہے کی انگوٹھی بھی ہو تو ٹھیک ہے، تلاش کرو ——— جب ان صحابی کے پاس کوئی اور چیز نہ تھی تو آپؐ نے فرمایا، کیا تمہیں کچھ قرآن پڑھنا آتا ہے۔ کہا ہاں، فلاں فلاں سورتیں مجھے یاد ہیں۔ آپؐ نے فرمایا جو کچھ تمہارے پاس قرآن ہے اس کی بنیاد پر میں نے تم دونوں کا نکاح کر دیا۔

امارت کے لئے صاحبِ قرآن کا انتخاب

ایک موقع پر مدینہ کی حفاظت کے لئے ایک حفاظتی دستہ تشکیل دیا گیا۔ جب مسئلہ امارت کا سامنے آیا تو حضورؐ غور فرمانے لگے کہ کس کو اس دستہ کا امیر مقرر کیا جائے۔ چنانچہ غور و فکر کے بعد آپؐ نے فرمایا: تم لوگوں میں سورۂ بقرہ کا حافظ کون ہے ؟ ایک صحابی بڑھ کر کہنے لگے، اللہ کے رسول! سورۂ بقرہ مجھے یاد ہے۔ آپؐ نے فرمایا، اس دستہ کے امیر تم ہو۔

نبوی تربیت کے یہ سب نقوش ہیں جس میں مختلف انداز سے قرآن کی عظمت و فضیلت، قرآن پر توجہ، قرآن کے حقوق کی رعایت اور قرآن سے قربت و شغف کی تلقین کی گئی ہے ——— غزوۂ احد میں جب بہت سارے صحابہ شہید ہو گئے، تدفین کے موقع پر ایک قبر میں تین اور تین سے زائد شہداء کو رکھا جانے لگا، اس وقت اولیت کا معیار حفظِ قرآن مقرر کیا گیا تھا، جن کو زیادہ قرآن یاد تھا، انہیں قبر میں پہلے رکھا گیا اور اسی ترتیب سے تدفین عمل میں آئی۔ ✻✻✻

قرآن مجید کی قوتِ تاثیر

بلاشبہہ قرآن ـــــــ ایک پاکیزہ زندگی ہے، یعنی جو شخص قرآن پڑھتا اور سمجھتا ہے، قرآن کے اسلوب بیان اور طرزِ تخاطب سے واقفیت رکھتا ہے، اس میں نفسیاتی اور فطری طور پر غیر معمولی تبدیلی آتی ہے، دل و دماغ سمع و طاعت کے جذبہ سے سرشار، اور قلب وضمیر خوف وخشیت سے نرم وگداز بن جاتے ہیں، یہیں سے آدمی کی انفعالی قوت اور کسی چیز کا اثر قبول کرنے کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے۔

قرآن سے متاثر ہونے اور قرآن کے مطابق زندگی گذارنے میں جو حلاوت و لذّت آدمی کو حاصل ہوتی ہے، اُسے وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں، جو قرآن کے الفاظ و بیان سے والہانہ عشق و محبت رکھتے ہیں، کسی نے بڑی عمدہ بات کہی ہے کہ "قرآن کی شکل میں ہمیں ایک ایسی نعمت ملی ہے، کہ اگر اس نعمت کی عظمت کا اندازہ تخت و تاج کے مالک بادشاہوں کو ہو جائے تو وہ اس نعمت کے ہم سے چھیننے میں تلوار و اسلحہ سے مقابلہ آرائی کریں"

ایک عرب شاعر نے کہا تھا کہ " اے قرآن ـــــ تاریک رات میں میں نے تجھے سنا، میں نے دیکھا کہ تیرے دم سے کائنات کا ہر ذرہ حمد و تسبیح کے زمزمہ سے نغمہ سنج ہے، اے قرآن، تیری بدولت ہم نے دنیا کو فتح کیا، تو نے دنیا کو اپنے وجود

سے روشن کر دیا، تیرے وجود نے زمین و آسمان کے ہر حصّہ کو اجر و ثواب سے بھر دیا "

قرآنی امت ذرا قرآن کی اس آیت پر غور کرے،

افلا یتدبرون القرآن أم علی قلوب أقفالها (محمد: ۲۴)

(کیا ان لوگوں نے قرآن پر غور نہیں کیا، یا اُن کے دلوں پر قفل چڑھے ہوئے ہیں ؟)

سلف صالحین کی زندگی ہمیں یہ بتاتی ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی کو قرآن کے تابع کر دیا اور فکر و خیال کی تمام صلاحیتوں کو اس کتاب مقدس کیلئے وقف کر دیا تھا، ـــــ اُن میں کتنے لوگ ایسے تھے جو دین و ایمان سے دور تھے، لیکن قرآن نے اُن کی زندگی کا دھارا تبدیل کر دیا، سوچنے کا پیمانہ بدل ڈالا ـــــ پھر انہوں نے اپنے لیئے زندگی کی ایک صاف ستھری اور پاکیزہ شاہراہ کا انتخاب کیا، اور وہ ہے " راہِ قرآن "، گناہ سے نکل کر طاعت، ظلمت سے نکل کر نور، ظلم سے نکل کر عدل و مساوات اور شبہات سے نکل کر یقین و اعتماد کی زمین پر اپنا آشیانہ تعمیر کیا، اس طرح وہ " علماء " نہیں بلکہ " علماء ربانیین " کی صف میں شامل ہو گئے ـــــ عربی کے ایک شاعر نے ایسے ہی علماء کا تعارف شعر کی زبان میں کیا تھا کہ " یہ وہ لوگ ہیں کہ جب رات کی تاریکی ان پر چھا جاتی ہے تو عبادت میں مشغول ہو جاتے ہیں ان میں کتنے ہی عابد وہ ہوتے ہیں جن کے رخسار پر آنسوؤں کی جھڑی لگی رہتی ہے ـــــ وہ جنگل کے شیر کے مانند ہیں کہ آوازِ جہاد پر لبیک کہتے ہیں، اور " شہادت " کی موت کے خواب کو حقیقت میں بدلنے کی آرزو رکھتے ہیں، خدایا، ہماری قوم میں ایسے افراد پھر زندہ فرما، جو ہماری عظمتِ رفتہ، دوبارہ ہم تک لوٹائیں "

اسلام سے پہلے جاہلیت کا جو زمانہ گذرا ہے، وہ زندگی کی ہر سطح کے لحاظ سے نہایت سیاہ دور تھا، قتل و خون باہمی جھگڑا، ظلم و سفاکی و درندگی، کمزوروں

پر مظالم اور اس طرح کے جتنے الفاظ ہیں، وہ زمانہ جاہلیت کا تعارف ہیں، معمولی معمولی بات پر خون آشام جنگیں لڑنا اور برسہا برس لڑنا تو اُن کا تہذیبی شعار تھا، باپ اپنے بے رحم ہاتھوں سے اپنی بیٹی کو زندہ درگور کرتے ہوئے ذرا شرم محسوس نہ کرتا، سخت دلی اور بے ضمیری اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی، نہ حُسنِ اخلاق کا پتہ، نہ ہی حسنِ تہذیب کا احساس و شعور، حد سے زیادہ گری ہوئی قوم، حضورؐ کی مدح و تعریف میں شاعر نے کہا تھا،

اخوك عیسیٰ دعا میتاً فقام لہ وانتَ احییتَ اجیالاً مِن الرمم

(آپ کے پیش رو نبی عیسیٰ نے ایک مردہ کیلئے دعا کی تو وہ زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا، لیکن آپؐ نے تو پرانی اور بوسیدہ ہڈیوں سے زیادہ بے حیثیت نسلوں کو زندہ کر دیا)

لوگ تعجب کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مُردوں کو کس طرح زندہ کرتے تھے، شاعر نے اپنے اس شعر میں جواب دیا کہ حضرت عیسیٰ تو مردہ جسموں کو زندہ کرتے تھے، لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن قوموں کو زندہ کیا جو پرانی اور بوسیدہ ہڈیوں سے بھی زیادہ بے قیمت ہو چکی تھیں، ہر طرح کی اخلاقی و روحانی قدروں سے ناآشنا تھیں، ——— قرآن مجید کے ذریعہ جن لوگوں کو ایک نئی زندگی ملی، اُن کی تعداد بے شمار و لامحدود ہے۔

حضرت عمر بن خطابؓ

حضرت عمرؓ اسلام سے پہلے بڑے سخت دل و سخت مزاج تھے، روایتوں میں ہے کہ اپنی لڑکی کو وہ عام رواج کے مطابق زندہ درگور کرتے تھے، ——— لیکن جب قرآن کا نور اُن کے دل میں اُترا، اور اُن کے ضمیر پر دستک دی، تو شخصیت ہی بدل گئی، قرآن کی جذب و تاثیر کی مقناطیسی قوت و سحر انگیز طاقت نے

انہیں اپنی طرف متوجہ کرلیا،

حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو سورۂ طور کی ابتدائی آیات پڑھتے ہوئے سنا، تو شدّتِ تأثر کی وجہ سے اپنی سواری سے گر پڑے، اور ایسے بیمار ہوگئے کہ ایک مہینہ تک عیادت کرنیوالوں کا تانتا بندھا رہا، لیکن مرض کیا ہے انہیں اسکا پتہ نہ چل سکا،

حضرت عمرؓ قرآن کی غیر معمولی عزّت وعظمت اور احترام فرماتے تھے، جب انہوں نے سورۂ بقرہ کا حفظ مکمل کیا تو بطور شکرانہ ایک اونٹ ذبح کیا۔

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے چاہا کہ مہر کی زیادہ سے زیادہ مقدار کی ایک حد مقرر کردی جائے، تاکہ لوگوں کیلئے سہولت ہو۔ منبر پر چڑھ کر آپؓ نے چار سو درہم سے زیادہ مہر مقرر کرنے سے منع فرمادیا، فوراً قریش کی ایک خاتون سامنے آئی اور کہنے لگی، اے عمر! یہ بات آپ کیسے کہہ سکتے ہیں، جب کہ خدا کا فرمان یہ ہے،

وآتیتم احداھن قنطارا فلا	جب تم اس ایک کو انبار کا انبار مال دے
تأخذوا منہ شیئًا (النساء ۲۰)	چکے ہو، تو تم اس میں سے کچھ بھی مت لو،

اس کے بعد حضرت عمرؓ نے کہا اس عورت کی بات صحیح ہے، اور عمر کی بات غلط۔

روایتوں میں ہے کہ ایک نوجوان مسجد میں بیٹھے ایک قاری قرآن سے یہ آیت سنا،

ان الذین اتقوا اذا مسّھم	یقیناً جو لوگ خدا ترس ہیں، جب انکو کوئی خطرہ شیطان
طائف من الشیطان تذکروا	کی طرف سے آجاتا ہے تو وہ یاد میں لگ جاتے
فاذا ھم مبصرون (الأعراف ۲۰۱)	ہیں، پھر یکایک انکی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

تو بے ہوش ہوگیا، لوگوں نے جب پانی کا چھڑکاؤ کیا، تو افاقہ ہوا، یہ آیت جب دوبارہ پڑھی گئی تو پھر بے ہوش ہوگیا، لیکن جب پانی کا چھڑکاؤ کیا گیا تو اُسے

مردہ پایا گیا، پھر قبر میں دفن کر دیا گیا، پھر لوگوں نے حضرت عمرؓ کو اس واقعہ کی اطلاع دی، تو فرمایا تم لوگوں نے پہلے ہی کیوں نہیں بتایا، حضرت عمرؓ قبر پر تشریف لے گئے اور دعا کی، پھر فرمایا اے نوجوان! خدا کا ارشاد ہے:

ولمن خاف مقام ربه جنتان — جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہتا ہے اس کیلئے دو باغ ہیں

(رحمٰن: ۴۶)

یہ کہنا ہی تھا کہ حضرت عمر نے ایک غیبی آواز سُنی، "خدا کی قسم اے امیر المومنین میں نے دونوں باغ پائے"

زرارۃ بن ابی اوفیٰ

ایک روایت میں ہے کہ حضرت زرارۃ بن ابی اوفی نے فجر کی نماز میں سورۃ المدثر کی تلاوت کی، جب وہ اس آیت پر پہنچے،

فاذا نقر فی الناقور فذالك — جس وقت صور پھونکا جائے گا، وہ دن

یومئذ یوم عسیر (۱) — کافروں پر ایک سخت دن ہوگا۔

ایک چیخ ماری اور انتقال ہوگیا (۱)

یہ قرآن مجید کی تاثیر کی ایک غیر معمولی مثال ہے، یقیناً وہ انتقال کر گئے، لیکن قرآن کی بدولت وہ اپنے پروردگار کے پاس زندہ ہیں،

امام قرطبیؒ

مشہور مفسر، امام قرطبی علیہ الرحمۃ نے اپنی تفسیر میں درج ذیل آیت کے تحت اپنا ایک واقعہ نقل کیا ہے۔

---

(۱) تزکیۃ النفوس، ص ۴۴

واذا قرأت القرآن جعلنا	جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے
بینك وبین الذین لا	اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے
یؤمنون بالاٰخرۃ حجابا	اُن کے درمیان میں ایک پردہ حائل
مستورا (اسراء: ۴۵)	کر دیتے ہیں،

کہتے ہیں کہ میں اندلس میں تھا نصاریٰ کے ساتھ ہماری جنگ چل رہی تھی، دو شہسوار اچانک میرا تعاقب کرنے لگے میں بھاگتا گیا، یہاں تک کہ میں ایک ایسے کھلے میدان میں پہنچا، جہاں اُن کی نظر سے بچنے کا کوئی موقع نہ تھا، میں درمیان میدان میں بیٹھا مذکورہ آیت کا ورد کرنے لگا، قرآن کی برکت اس طرح ظہور میں آئی کہ وہ دونوں میرے سامنے سے گذر گئے، اور آپس میں یہ کہتے جارہے تھے "ارے یہ شیطان کہاں چھپ گیا؟" ——— قرآن کے ذریعہ اللہ نے مجھے نجات بخشی،

سہل بن عبد اللہ التستریؒ

حضرت سہل بن عبد اللہ التستریؒ بہت بڑے بزرگ عالم تھے، قرآن مجید سے حد درجہ شغف رکھتے تھے، جب اُن کی وفات کا وقت آیا، تو اُن کے صاحبزادہ نے کلمہ لا الہ الا اللہ کی تلقین کی، جب کہ ان کے ہونٹ کسی چیز کے ورد میں حرکت میں تھے، حضرت نے فرمایا، مجھ سے دور ہو جاؤ، اس وقت میں تلاوتِ قرآن کے اپنے سولہویں دور میں ہوں،

ذہبیؒ کہتے ہیں کہ قرآن پڑھتے ہوئے جب وہ سورۂ ناس پر پہنچے تو اُن کے بیٹے نے کہا، آپ کیا کہہ رہے ہیں، فرمایا کہ میں نے قرآن مجید ختم تو کیا ہے، لیکن عمل صالح کا اب بھی میں بے حد محتاج ہوں،

ابن المفلسؒ

حضرت ابن المفلسؒ کی وفات کا وقت جب قریب آپہنچا تو اپنے لڑکے کو بُلا کر وہ اس طرح نصیحت کرنے لگے۔

بیٹے، ـــــــ اللہ سے ڈرو، اور اِس گھر میں کوئی گناہ کا کام مت کرو، اس لئے کہ میں نے اس مکان میں چار ہزار مرتبہ قرآن مجید ختم کیا ہے(۱)

---

(۱) سیر أعلام النبلاء للذہبی،

اطاعتِ قرآن

درحقیقت قرآن اس امت کی رہنمائی کیلئے نازل کیا گیا ہے، جب تک یہ "قرآنی امت" قرآن سے وابستہ رہے گی، دینوی عزّت اور اخروی سرخروئی اسے حاصل رہے گی، جب وہ قرآن سے اپنا رشتہ ختم کردے گی، تو خدائے تعالیٰ اُسے ذلیل ورسوا کردیں گے ——— یہ بات بہت ہی زیادہ اہمیت کی حامل ہے کہ قرآن صرف ہمارے اجتماعات، کانفرنسوں اور مجلسوں میں پڑھنے کیلئے نہیں آیا ہے یا صرف کسی کی موت یا کسی آفت پر پڑھنے کیلئے نہیں ہے، بلکہ وہ تو اس امت کیلئے روحانی غذا ہے، جب ہم نے قرآن کا علم حاصل کرلیا اور اُسے سمجھ کر اس پر عمل بھی کیا، تو دارین کی سعادت ہماری رفیق ہوگی اور ایمان ہمارا نصیب ہوگا، اور اگر ہم نے قرآن کو ترک کردیا تو پھر تباہی ہی تباہی اور ذلّت ہی ذلّت ہے، کسی عرب شاعر نے کہا،

"جب تمہارا علم، تمہیں کسی عملِ خیر کی توفیق نہیں دیتا، تو پھر اے کاش کہ تمہیں علم ہی حاصل نہ ہوتا، اور تمہارا فہم اگر تمہیں ہلاکت کے گڑھے میں ڈالتا ہے، تو پھر اے کاش کہ تمہیں فہم ہی حاصل نہ ہوتا"

آخری بات

قرآن جیسی مقدس کتاب (جسے اللہ نے انتہائی فصیح و بلیغ عربی زبان میں نازل فرمایا) کی عظمت کے سلسلہ میں مجھ جیسا آدمی کیا تعارف کرا سکتا ہے یقیناً وہ روئے زمین کی بلند و برتر کتاب ہے تاہم بعض سلفِ صالحین کی قرآنی زندگی کے پاکیزہ نمونے، تذکیری و دعوتی نقطۂ نظر سے نقل کئے گئے ہیں۔

اِن فی ذٰلك لـذكـرى لمن كان	اس میں اس شخص کیلئے عبرت ہے جسکے
له قلب او القى السمع وهو	پاس فہیم دل ہو، یا وہ کم از کم متوجہ ہو کر بات
شهيد (ق: ۳۷)	کی طرف کان ہی لگا دیتا ہو۔

اظہارِ تشکر

تشکر و امتنان کے پاکیزہ جذبات اپنے بزرگ کرم فرما ڈاکٹر سعد مصلوح المحترم کی خدمت میں پیش کرنا اپنا فریضہ سمجھتا ہوں، اس مقالہ پر نظرِ ثانی میں جن کی بزرگانہ شفقت مجھے حاصل رہی، اللہ تعالیٰ انہیں ہر طرح کی توفیق سے نوازتا رہے، سچ ہے،

من لا يشكر الناس لا يشكر	جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ
الله (الحديث)	اللہ کا شکر گذار نہیں بن سکتا،

مركز البحث والدعوة

حيدرآباد الهند